

دہلی کی عظیم الشان تیموری سلطنت (۱۹۷۱ء تا ۱۵۵۶ء)

جلال الدین اکبر (۱۴۵۶ء تا ۱۵۱۶ء)

### پانچ سو سال کی دوسری جنگ

ہمایوں کے انتقال کے وقت اس کا لڑکا اکبر دہلی میں نہیں تھا۔ وہ اپنے تالیق بیرم خاں کے ساتھ پنجاب میں افغانوں کے خلاف کارروائی میں مصروف تھا۔ جب ہمایوں کے انتقال کی خبر ملی تو بیرم خاں نے وہیں ضلع گوارد سپور کے ایک گاؤں کلانور میں اکبر کی تخت نشینی کی رسم ادا کی۔ ہمایوں کے انتقال کے بعد عادل شاہ سوری کے ہندو سپہ سالار ہمیو بقال نے آگرہ اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ پانچ سو سال کے تاریخی میدان جنگ میں جہاں باہر نے ابراہیم لودھی کو شکست دی تھی اکبر اور ہمیو بقال کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ اکبر کی فوج جس کی قیادت بیرم خاں کر رہا تھا ہمیو کو شکست فاش دی اور اس کو قتل کر دیا گیا اور دہلی اور آگرہ پر ایک بار پھر تیموری فوجوں کا قبضہ ہو گیا۔

اکبر سنده کے قبصہ عمر کوٹ میں ۱۵۲۱ء میں پیدا ہوا تھا۔ اکبر جس وقت کلانور میں تخت نشین ہوا تو اس کی عمر تیرہ سال تھی۔ اکبر کی نو عمری کی وجہ سے سلطنت کا انتظام کئی سال تک اس کے قابل اور وفادار تالیق بیرم خاں نے سنبھالا۔ ۱۵۲۰ء میں جب اکبر نے حکومت کی باغ ڈور اپنے ہاتھ میں لی تو اس کی حکومت اتنی طاقتور ہو چکی تھی کہ ملک کی صوبائی حکومتوں کے خلاف فوجی کارروائی کر سکے چنانچہ اکبر نے اپنی سلطنت کی سرحدوں کو تیزی سے بڑھانا شروع کر دیا۔ اکبر نے ایک ایک کر کے شمالی ہند کی ان تمام حکومتوں کو ختم کر دیا جو سلطنت دہلی کے زوال کے بعد قائم ہوئی تھیں۔ اکبر کی فوجوں نے ۱۵۲۶ء میں مالوہ، ۱۵۲۹ء میں راجپوتانہ، ۱۵۳۳ء میں گجرات ۱۵۷۵ء میں بنگال پر قبضہ کر لیا۔ اکبر نے پہلی مرتبہ ۱۵۸۷ء میں کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۱۵۹۱ء میں سنده ۱۵۹۲ء میں اڑیسہ اور ۱۵۹۵ء میں بلوچستان اور قندھار پر بھی تیموری فوجوں کا قبضہ ہو گیا۔

### دکن

شمالی ہند پر قبضہ ہو جانے کے بعد اکبر نے دکن کا رخ کیا۔ دکن میں خاندیں کی فاروقی ریاست اور احمد نگر کی نظام شاہی ریاست کی سرحدیں تیموری سلطنت سے ملتی تھیں ان میں خاندیں کے حکمران راجہ علی خاں فاروقی نے اکبر کی طاقت کا اندازہ کر کے پہلے ہی دہلی کی بالادستی قبول کر لی تھی لیکن احمد نگر کی نظام شاہی حکومت نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور راجہ علی فاروقی کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا بہادر خاں بھی اکبر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ اکبر نے کل پچاس سال حکومت کی اور اس عرصہ میں اتنی بڑی سلطنت قائم کی جو وسعت میں دہلی کی سلطنت کے برابر تھی۔

اکبر پڑھا لکھا نہیں تھا لیکن اس نے سلطنت کا ایسا انتظام کیا اور ملک کو ایسی ترقی دی کہ تعجب ہوتا ہے۔ اس نے اپنی سلطنت کو پندرہ صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبہ میں ایک صوبہ دار مقرر کیا۔ اس نے کاشت کاروں کے متعلق شیر شاہ کی اصلاحات کو ترقی دی اس کام میں فتح اللہ شیرازی اور ایک ہندو راجہ ٹوڈر مل نے جو شیر شاہ کے زمانہ میں کام کر چکا تھا اکبر کی بڑی مدد کی۔ اکبر نے انتظام ملک کے متعلق نئے نئے قوانین بھی بنائے جن پر اتنا زمانہ گزرنے کے بعد آج بھی عمل ہوتا ہے۔ ابوالفضل نے اکبر کے بنائے ہوئے آئین و قوانین کی تفصیل اپنی کتاب آئین اکبری میں دی ہے۔ اس کتاب میں سلطنت کے تمام صوبوں کی پیداوار، تجارت، جغرافیہ اور اقتصادی حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اکبری دور کے منصب دار جن کو صوبوں کا حاکم مقرر کیا جاتا تھا انتظامی اور فوجی دونوں اختیارات رکھتے تھے لیکن عدالتی اختیارات قاضی کو حاصل ہوتے تھے۔ فوج تین قسم کی ہوتی تھی۔ ایک با قاعدہ فوج جو بادشاہ کے پاس دار الحکومت میں ہوتی تھی اور دوسری منصب داروں کی فوج اور تیسرا راجپوتانہ اور ہندو ریاستوں کی فوج۔

### علم و ادب کی سرپرستی

اکبر نے ان پڑھ ہونے کے باوجود علم و فن کی بڑی سرپرستی کی۔ اس کے عہد کے سب سے بڑے عالم مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالحق تھے لیکن ان کا شایدی دربار سے تعلق نہیں تھا۔ اکبر کے دربار کے سب سے بڑے مورخ عبد القادر بدایوی ہوئے ہیں انہوں نے اکبر کے حکم سے کئی کتابوں کا عربی اور سنکریت سے فارسی میں ترجمہ کیا لیکن ان کی کتاب منتخب انوار الخ بری مشہور ہوئی۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دوسری درباری تاریخوں کی طرح بادشاہ کی خوشامد نہیں ہے۔ اکبر کو عمران تین بنانے کا بڑا شوق تھا۔ اکبر نے ہندوؤں کے ساتھ بڑا چھا سلوک کیا اور ان کو سلطنت میں بڑے بڑے عہدے دیئے۔ اکبر کے ہندو امراء میں یہ بدل، مان سنگھ اور ٹوڈر مل مشہور ہیں۔

### دین الٰی

اکبر ایک ذہین اور جدت پسند حکمران تھا اس کو نئے نئے تجربے کرنے کا شوق تھا۔ ۱۵۷۵ء میں اکبر نے عبادت خانہ کے نام سے ایک عمارت تعمیر کی۔ شروع میں اکبر بڑا سخن العقیدہ مسلمان تھا۔ نماز باجماعت پابندی سے پڑھتا تھا خود اذان دیتا تھا، امامت کرتا تھا اور مسجد میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتا تھا علماء کا حادثے زیادہ احترام کرتا تھا۔ پیروں سے عقیدت ایسی تھی کہ اجیر جا کر مرادیں مانگتا تھا اور ایک مرتبہ آگرہ سے اجیر تک پیدل سفر کیا۔ اجیر کی درگاہ میں چڑھاوے چڑھاتا اور مرائبے میں بیٹھتا۔

اسلام کے بارے میں اس کو شکوہ و شبہات پیدا ہونے لگے اور اس نے ہر مذہب میں سچائی کی تلاش شروع کر دی۔ اس کے بعض درباری علماء نے جن میں شیخ مبارک، ان کا پیٹا ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح نمایاں ہیں۔ بادشاہ کو گمراہی سے روکنے کی بجائے اس کی حوصلہ انزواں کی چنانچہ ۱۵۸۲ء میں اکبر نے ایک نئے مذہب کا اعلان کر دیا جس کو دین الٰی کا نام دیا گیا۔ اکبر نے ویسے اسلام سے انکار کبھی نہیں

کیا لیکن اس کے عمل نے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ شاہی محل میں ناقوس بجائے جاتے اور آگ روشن کی جاتی مگر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے بے اعتنائی برتبی جاتی۔ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا۔ سور کو پاک جانور سمجھا جانے لگا۔ جو اور شراب احلال قرار دیئے گئے۔ ہندوستان کے موجودہ دور کے ہندو مورخ اکبر کو ہندو مسلم متعدد قومیت کے تصور کا باñی قرار دیتے ہیں۔ ہندوؤں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے اکبر کے بعض اقدامات یقیناً قابل قدر تھے لیکن ان سے ہندو قریب نہ آسکے۔ ان کا مستقل قومی وجود برقرار رہا اور راجپوتانہ میں رانا پوتاپ سنگھ آخر وقت تک اکبر سے لڑتا رہا۔ اکبر کی اس پالیسی کے نتیجے میں ایک طرف ہندوؤں کے حوصلے بڑھ گئے اور دوسری طرف ہندوؤں کے اس قرب سے مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم اور بہت سی بدعتیں شروع ہو گئیں۔ حکومت مسلمانوں کی تھی لیکن حالت یہ ہو گئی تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی کے الفاظ میں کافر غالب ہو کر دارالاسلام میں کفر کے احکام چاری کرتے تھے اور اہل اسلام اسلامی احکام چاری کرنے سے عاجزو مجبور تھے اور اگر کرتے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔